سوال

میں نے پچھلے برس شادی کی اور کویت میں اپنے خاوند کے ساتھ رہتی تھی، وہاں جانے کے بعد کچھ صحت صحیح نہ رہی تو خاوند نے مجھے علاج کے لیے انڈیا بھیج دیا، اور وعدہ کیا کہ وہ اس کے گھر والے علاج معالجہ کا سارا خرچ برداشت کریں گے جب میں انڈیا آئی تو ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ مجھے ایک بیماری ہے جس کی دوائی مجھے ساری عمر کھانی پڑے گی، اس وجہ سے میرے خاوند کے رشتہ دار اور بھائیوں وغیرہ نے مجھے برا بھلا کہا اور میرے خاندان والوں کو بھی گالیاں دیں اور میرے علاج کا خرچ برداشت کرنے سے انکار کر دیا اس لیے میں ٹھکانہ حاصل کرنے کے لیے اپنے والدین کے گھر چلی گئی، میرے خاوند کے رشتہ داروں نے میرے خاوند کو میرے اور میرے والدین کے بارہ میں غلط معلومات فراہم کیں اور میرے اور خاوند کے مابین غلط فہمی سے پیدا کر دی، اس لیے میرے خاوند نے مجھے ایک ہی وقت میں تین طلاق دے دیں اور لیٹر بھی بھیج دیا جس میں اس نے بیان کیا کہ: جب میں ایک دائمی بیماری کا شکار ہوں تو یہ چیز میرے بچے کی صحت پر بھی اثر انداز ہوگی، اور اسی طرح ازدواجی زندگی پر بھی، اس مشکل کو حل کرنے کے لیے میرا خاوند انڈیا نہیں آنا چاہتا تھا، اس لیے میں خود کویت گئی تا کہ اپنے آپ کو ہر اس بات بری ثابت کر سکوں جو میرے متعلق کہی گئی تھی کچھ اہل علم اور رشتہ داروں کے تعاون سے خاوند کے ساتھ بات ہوئی انہوں نے اسے کہا کہ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ دین اور انسانیت کے خلاف ہے، اور ایک ڈاکٹر کے ذریعہ اسے بتایا گیا کہ میری صحت حالتی کوئی سیریس نہیں، اور میں اس کے ساتھ طبعی شکل سے نپٹ سکتی ہوں، لیکن میرا خاوند ان امور کو قبول نہیں کرتا، بلکہ اس نے عدت کا عرصہ بھی اپنے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا، اور میرے خاوند نے مجھے دو چیزوں کا اختیار دیا کہ یا تو میں اپنے سسرال چلی جاؤں اور یا پھر اپنے میکے، اور مجھے اس نے عدت کے عرصہ میں خرچ کے لیے اسی دینار بھی دیے، اور اس عرصہ میں میرے والدین نے جو خرچ کیا تھا وہ اخراجات دینے سے انکار کر دیا اب تقریبا عدت ختم ہونے والی ہے، اور مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ میں کیا کروں، کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں اپنے خاوند کے رشتہ داروں کے خلاف مقدمہ دائر کروں کیونکہ اس ساری مشکل کا سبب وہی ہیں؟ اور کیا اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے وضعی عدالت میں جانا جائز ہے؟ اور اس طلاق جس نے میری زندگی تباہ کر دی ہے کے متعلق شریعت اور دین کی رائے کیا ہے؟ اور کیا اسلام میں کوئی ایسا حکم ہے جو آدمی کو اپنی طلاق یافتہ بیوی کا عدت کے بعد خرچ یا اس کا معاوضہ ادا کرنے پر مجبور کرتا ہو؟ اور کیا میں شرعی عدالت یا عام عدالت سے اس سلسلہ میں معاونت حاصل کر سکتی ہوں؟ اور سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 241 کا معنی کیا ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور دورود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

جب آدمی اپنی بیوی کو ایک ہی بار تین طلاق دے مثلا وہ کہے: تجھے تین طلاق، یا پھر علیحدہ علیحدہ کلمات تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق کہے تو راجح قول کے مطابق ایک طلاق واقع ہوگی، اور عدت کے اندر اندر اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، اور اگر عدت ختم ہو جائے تو وہ اس سے نیا نکاح کر سکتا ہے

دوم:

طلاق رجعی والی عورت عدت میں اخراجات حاصل کرنے کی مستحق ہے، اور اسے گھر سے نکالنا جائز نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو، اور نہ ہی وہ خود نکلیں ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، اور جو کوئی بھی اللہ کی حدود سے تجاوز کریگا اس نے یقینا اپنے اوپر ظلم کیا، تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کر دے الطلاق (1).

اس بنا پر اگر خاوند کی جانب سے دیے گئے اخراجات کم تھے تو آپ کو دوران عدت کیے گئے اخراجات دینے کا مطالبہ کرنے کا حق ہے، اور آپ اس کے لیے شرعی عدالت میں بھی مقدمہ کر سکتی ہیں، اور اگر شرعی عدالت نہ ہو اور نہ ہی اہل خیر کی جانب سے خاوند کو نصیحت وغیرہ کر کے اخراجات حاصل ہو سکتے ہوں تو اس حالت میں عام دوسری غیر شرعی عدالتوں میں بھی جانا جائز ہو گا، لیکن وضعی قوانین سے فیصلہ کروانے کی کراہت کے ساتھ ہو گا، اور اس کے ساتھ ساتھ اگر عدالت حق سے زیادہ فیصلہ کرے تو حق سے زیادہ رقم لینی جائز نہیں ہو گی

سوم :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور مطلقہ عورتوں کو بہتر طریقہ سے فائدہ دینا متقیوں پر لازم ہے البقرۃ (241).

یہ فائدہ دخول سے قبل دی گئی طلاق والی عورت کے لازم ہے جبکہ عقد نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا گیا ہو، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کیے طلاق دے دو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، ہاں انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ دو، خوشحال اپنے انداز سے اور تنگدست اپنی طاقت کے مطابق دستور کے مطابق اچھا فائدہ دے بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے البقرۃ (136).

اور اگر طلاق دخول کے بعد ہو تو جمہور فقہاء کے ہاں فائدہ دینا واجب اور لازم نہیں بلکہ مستحب ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہر مطلقہ عورت کو فائدہ دینا واجب ہے

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے : ہر مطلقہ عورت کو فائدہ دینا واجب ہے، حتی کہ دخول کے بعد والی مطلقہ عورت کو بھی، اور انہوں نے اس فرمان باری تعالی سے استدلال کیا ہے :

اور مطلقہ عورتوں کو فائدہ دینا متقیوں پر واجب ہے البقرۃ (241).

یہاں مطلقات عام ہے، اور اس استحقاق کی تاکید کو اللہ سبحانہ وتعالی نے حقا کہہ کر کی ہے، اور اس کی تاکید دوسرے مؤکد کے ساتھ بھی ہوئی ہے وہ "علی المتقین" ہے تو یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ فائدہ دینا اللہ کا تقوی اختیار کرنے میں شامل ہوتا ہے، اور اللہ کا تقوی اختیار کرنا واجب ہے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جو کہا ہے وہ اس وقت بہت قوی ہے جب مدت زیادہ طویل ہو جائے، لیکن اگر فی الحال طلاق دے تو ہم کہیں گے :

اول :

اس تھوڑی سی مدت میں عورت کا مرد سے تعلق بہت قلیل سا ہے

دوم :

اب تک مہر نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا کیونکہ ابھی کچھ مدت قبل ہی آپ نے اسے مہر دیا ہے

لیکن اگر مدت ایک برس یا دو برس طویل ہو گئی یا پھر کئی ماہ تو اسے اس قول کی طرف متجہ کیا جائیگا جو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کہا ہے تو یہ قول ان دو قولوں یعنی مطلق مستحب اور مطلق

وجوب کے درمیان ہوگا اور یہی راجح ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (308/12).

اور یہ فائدہ خاوند کی حالت کے مطابق ہوگا، یعنی مالدار اور غنی کا اس کے حساب سے، اور فقیر وتنگ دست کا اس کے حساب سے، اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور انہیں فائدہ دو خوشحال پر اس کی طاقت کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی استطاعت کے مطابق البقرۃ (236).

تو اس میں کوئی چیز محدد اور متعین نہیں ہے

اس لیے آدمی کو چاہیے کہ جب وہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ اسے کچھ نہ کچھ مال دے کر اس کی خاطر مدارت کرے

رہا یہ مسئلہ کہ خاوند کے رشتہ داروں کے خلاف مقدمہ کرنا تو میرے خیال من یہ چیز آپ کو کچھ فائدہ نہیں دیگی، بلکہ آپ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردیں، اللہ سبحانہ وتعالی ہر ایک اس کے عمل کے مطابق بدلہ دے گا

اور پھر آپ نہیں جانتی کہ آپ کے لیے کس چیز میں بہتر وخیر ہے، ہوسکتا ہے اللہ تعالی آپ کو بھلائی وخیر عطا فرمائے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر اور اچھی ہو، اور ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو، اللہ تعالی ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرۃ (216).

اس لیے آپ اللہ سبحانہ وتعالی کے سامنے عاجزی وانکساری کریں اور اسی سے التجا کریں، اور اس پر بھروسہ کرکے معاملہ اسی کے سپرد کردیں، اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کثرت سے کریں، کیونکہ اللہ تعالی اپنے نیک وصالح بندوں کو ویسے نہیں چھوڑتا

اللہ سبحانہ وتعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو شفایابی نصیب فرمائے اور عافیت سے نوازے، اور آپ کے لیے بہتر فیصلہ فرمائے

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

126281